احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ 8۔مارچ 1997ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 47-82 نمبر 52 | ہفتہ 28 شوال۔ 1417ھ 8 امان 1376ھش 8 مارچ 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز کرو

میں نے غور کیا ہے (کلام الٰہی) میں کئی ہزار حکم ہیں ان کی پابندی نہیں کی جاتی۔ ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں خلاف ورزی کرلی جاتی ہے یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دوکاندار بولتے ہیں اور بعض مصالحہ دار جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کرکے حالات بیان کرنے سے نہیں رکتے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نیکی ایک زینہ ہے (دین حق) اور خدا کی طرف چڑھنے کا' لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے۔ شیطان ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا ہے اور ان کو راہ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ پک گئی اور صبح باسی بچ رہی۔ عین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھے کھانے رکھے ہیں۔ ابھی ایک لقمہ نہیں لیا کہ دروازہ پر آکر فقیر نے صدا کی اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی روٹی سائل کو دے دو۔ کیا یہ نیکی ہو گی؟ باسی روٹی تو پڑی ہی رہنی تھی۔ تنعم پسند اسے کیوں کھانے لگے؟ (-) یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔ سڑا ہوا باسی طعام نہیں کہلاتا۔ الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا ہے۔ کھانا شروع نہیں کیا۔ فقیر کی صدا پر نکال دے' تو یہ تو نیکی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 47)

خدا تعالیٰ کی عظمت اور صفات پر غور کرتے رہنا چاہئے

(حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب۔امام جماعت احمدیہ الاول)

دیکھو! اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جس قدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ان ادنیٰ ضروریات کے لئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی جوش دینی ضروریات کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کہاں پورا کیا۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے۔ ہزاروں خطوط میرے پاس آتے ہیں۔ جن میں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالاں لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں۔ لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں۔ مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لئے انہیں کوئی تڑپ نہیں۔

باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ یہی بدظنی' منصوبہ بازی' تکبر' دوسرے کی تحقیر' غیبت اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں' شرک' ماموروں کا انکار وغیرہ ان امراض کی وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے۔ اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

نفس کو کبھی توکل اور صبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے۔ لیکن جب ظاہری بیماریاں آکر غلبہ کرتی ہیں۔ تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اور تردد کرتا ہے۔ لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے۔ یہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے۔ ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ اور ظاہری امور میں اس کا نام شدید البطش رکھا ہے۔ یہ نادانی اور غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ دونوں امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسی کو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفات پر غور نہیں کرتے ہیں۔

(از خطبہ 16 فروری 1905ء)

○○○

انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دعا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

○ مکرم مولوی صدرالدین صاحب کھوکھر کے کولھے کا آپریشن جناح ہسپتال کراچی میں ہوا تھا۔ اب وہ ہسپتال سے گھر آگئے ہیں۔ لیکن کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد شفاء کاملہ عطا فرمائے۔

○ محترمہ نسیم اختر صاحب اہلیہ مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب دارالفضل شرقی ربوہ مورخہ 97-3-3 سے بوجہ فالج بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نکاح

○ مکرمہ شازیہ مسرت صاحبہ بنت مکرم عبدالرحمان صاحب دارالفضل ربوہ کا نکاح بہمراہ مکرم تنویر احمد صاحب ابن مکرم محمد صدیق صاحب دارالرحمت شرقی حال مقیم جرمنی مورخہ 97-2-26 کو مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے البیت المبارک میں بعد عصر پڑھایا۔ عزیزہ شازیہ مسرت حافظ سعید الرحمان مربی بیلاروس کی ہمشیرہ ہیں۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم تسنیم احمد سیٹھی صاحب مقیم جرمنی ابن مکرم مبارک احمد صاحب سیٹھی کا نکاح بہمراہ عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم رحیم بخش صاحب آف ربوہ' مکرم شیخ محمد نعیم صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ نے مورخہ 16 فروری 97ء کو بعوض حق مہر مبلغ پانچ ہزار جرمن مارک پڑھا۔ عزیزہ بشریٰ مکرم مبارک احمد صاحب تنویر مربی جرمنی کی ہمشیرہ ہیں۔ اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب شادی

○ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ:۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی بھانجی عزیزہ امتہ الشکور بنت مکرم چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب (وفات یافتہ) ایڈووکیٹ لاہور کی تقریب رخصتانہ 16 فروری 97ء بروز اتوار احاطہ دفاتر تحریک جدید میں منعقد ہوئی۔

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

8- امان 1376 ھش — 8 - مارچ 1997ء

انسانی پیدائش کی غرض - عبادت

اگرچہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود ہر وہ بات جو ظاہر ہو کر سامنے آچکی ہے اور جسے ہم قانون قدرت کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ایک اندازے کے مطابق کام کرتی ہے۔ جو کام اس کے ذمہ لگایا گیا ہے وہ ہمیشہ کرتی چلی جاتی ہے۔ کبھی اس میں فرق نہیں آتا۔ اور اس قانون قدرت میں انسان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کو منظم کر سکتا ہے اور دراصل قانون قدرت ہی سے انسانی زندگی کو منظم کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کسی بات کا کیا نتیجہ نکلے گا چنانچہ اس کے مطابق ہم عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو کبھی کچھ ہو گا اور کبھی کچھ۔ انسان کو اس بات کا پتہ ہی نہیں چلے گا کہ اسے کیا کرنا چاہئے اور جو کچھ وہ کرتا ہے اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اگر خدانخواستہ یہ کیفیت ہو جائے تو انسان اپنی زندگی کو ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتا۔ جہاں کھڑا ہے وہیں کھڑا رہے گا۔ کچھ بھی کر نہیں سکے گا۔ کیونکہ اسے کیا معلوم کہ جو کچھ وہ کرے گا اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ مثلاً ہمیں پیاس لگتی ہے تو قانون قدرت سے ہم یہ بات سمجھ چکے ہیں کہ پیاس لگے تو پانی پینا چاہئے اور پانی پی کر ہی ہم اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں۔ چنانچہ جب پیاس لگتی ہے تو ہم پانی پیتے ہیں اور اس یقین کے ساتھ پیتے ہیں کہ ہماری پیاس بجھ جائے گی۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو کہ پانی کبھی پیاس بجھائے اور کبھی نہ بجھائے یا مزید پیاس لگا دے تو ہم پیاس لگنے کے وقت کیا کریں۔ جب ہمیں اس بات کا یقین ہی نہیں ہو گا کہ پانی پیاس بجھاتا ہے تو ہم پئیں گے کیوں۔ یا آگ ہی کو لے لیجئے۔ آگ ہمارے لئے کتنے اور کس کس طرح کام سرانجام دیتی ہے اور ہم یہ کام کرتے اس لئے ہیں کہ ہمیں اس قانون قدرت کا پتہ ہے کہ آگ کیا کیا کرتی ہے۔ ہمارے لئے کس طرح مفید ثابت ہوتی ہے۔ ہم اس سے کیا کیا کام لے سکتے ہیں۔ آگ جلا کر ہم روٹی پکاتے ہیں اگر ایسا ہو کہ آگ کبھی روٹی پکائے اور کبھی آٹے کو کچا ہی رکھے۔ آگ جلتی رہے۔ توے پر آٹے سے روٹی بنا کر ڈالی ہوئی ہو اور وہ پکنے ہی میں نہ آئے۔ اگر ایسا ہو تو ہم کبھی بھی یقین کے ساتھ آگ کے اوپر روٹی نہ پکا سکیں۔ قانون قدرت کے مطابق چلتے ہوئے آگ ہمارے لئے بہت سے کام کرتی ہے۔ اور ہم ان تمام کاموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بڑے یقین کے ساتھ آگ کو استعمال کرتے ہیں۔

اسی طرح دنیا کی دوسری چیزیں ہیں۔ اگر وہ قانون قدرت کے مطابق کام نہ کریں تو یقیناً ہماری زندگی ایک وبال بن کر رہ جائے گی ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں کسی بات کا بھی یقین پیدا نہیں ہو گا کہ ہم نے یہ کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ اور اگر ایسا ہو تو ہم کوئی کام کر ہی نہ سکیں گے۔

پس اگر دنیا کی ہر چیز قانون قدرت کے مطابق کام کر رہی ہے اور جس چیز کو خدا تعالیٰ نے جس کام کے لئے پیدا کیا ہے وہ کام کرتی چلی جاتی ہے اور اس کے کام کرتے چلے جانے ہی سے انسان کی زندگی کا قیام وابستہ ہے تو انسان یہ کیوں نہ سوچے کہ آخر اسے بھی کسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہو گا۔ وہ غرض کیا ہے۔ اور اس غرض کو کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ خود سوچتا تو شائد مختلف نتائج اس کے سامنے آتے۔ زندگی کی مختلف وجوہات اس کی نظروں میں گھومنے لگتیں لیکن خدا تعالیٰ نے خود بتا دیا ہے کہ میں نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کرے۔ اب عبادت کو عام طور پر صرف ان چیزوں کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے جو خاص مواقع پر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ مثلاً ہم پنجگانہ عبادت کرتے ہیں اور اسکے ساتھ اور بھی بعض عبادات کو ملاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے لیکن اگر اس عبادت کے وقت کو اور ساری زندگی کو یا یوں کہئے شب و روز کو سامنے رکھا جائے تو یہ بہت چھوٹی سی بات ہے۔ انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس بات کے لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے تو اس کا ہر لمحہ اس کی عبادت میں مصروف رہنا چاہئے۔ جس طرح دیگر چیزیں قانون قدرت کے مطابق ہمہ وقت کام کرتی ہیں اور کام کر سکتی ہیں اسی طرح انسان کو بھی چاہئے کہ وہ ہمہ وقت خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ البتہ ایسا کرنے کے لئے اسے یہ سوچنا پڑے گا کہ عبادت ہے کیا۔ خدا تعالیٰ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ انسان عبادت کرتا ہے تو اس سے خدا تعالیٰ کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کا کچھ بگڑتا نہیں۔ البتہ انسان عبادت کرے تو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اسے ضرور حاصل ہوتی ہے۔

اس بات کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر وہ بات جس سے انسان کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو عبادت میں شامل ہے۔ وہ بات ہماری اپنی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہو یا دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہو یا انسانوں کے علاوہ باقی مخلوق کے ساتھ تعلق رکھتی ہو اگر وہ بات کرنے سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے تو یقیناً اسے عبادت ہی میں شامل کیا جائے گا۔ اور اس بات کو سمجھ لینے کے بعد انسان کی ہر ممکنہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ وہ جو کچھ بھی کرے خدا تعالیٰ کی پسندیدگی کے لئے کرے اس کے لئے اگر وہ اپنے آپ کو کسی قانون قدرت کے ماتحت کر دے کہ جس بات کے لئے خدا تعالیٰ نے کسی کو پیدا کیا ہے وہی کچھ وہ کرتا ہے تو یقیناً وہ ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہے گا۔ ہمہ وقت اس کی یہی خواہش ہو گی کہ وہ کوئی ایسی بات کرے یا کوئی ایسا کام کرے جو خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہو۔

اور اگر وہ ایسا کرے گا تو یقیناً اس کے متعلق کہا جا سکے گا کہ جس طرح دنیا کی باقی مخلوق خدا تعالیٰ کے قانون قدرت پر چلتی ہوئی وہی کچھ کرتی ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی پسندیدگی حاصل کرتا ہوا وہ کام کرتا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس بات سے کبھی غافل نہ ہوں۔ جو کچھ کہیں یا جو کچھ کریں اس میں خدا تعالیٰ کی پسندیدگی اور خوشنودی مدنظر ہو اور ایسا عبادت سمجھ کر کریں یا ایسا کر کے یہ سمجھیں کہ یہ بھی عبادت کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

اپنے اجداد کے احوال سناتے رہیئے
ان کے اوصافِ خداداد بتاتے رہیئے
نیک لوگوں کو ہر اِک لمحہ ہے نیکی کی تلاش
آپ خود چل کے انہیں راہ دکھاتے رہیئے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جان ہوپر

اخبارات میں سے

سپین کی آخری اسلامی سلطنت کی افواج نے 2 جنوری 1492ء کو ہتھیار ڈال دیئے۔ سلطان شاندار لباسوں میں ملبوس اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے قلعہ الحمرا سے نکل گیا۔ جاتے ہوئے تھوڑی دور ایک پہاڑی پر اس نے اپنے گھوڑے کا رخ شہر کی طرف موڑا۔ اس عظیم الشان شہر پر ایک نظر ڈالی جس کو وہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر جا رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ آج تک وہ جگہ جس سے غرناطہ کو اوپر سے دیکھا جا سکتا ہے وہ "مور کی آخری آہ" کے نام سے موسوم ہے۔

ابو عبداللہ کی روانگی جزیرہ نما ابریان پر اسلامی حکومت کے 800 سالہ دور کے خاتمے کا نشان تھا۔ اپنے انتہائی عروج کے وقت دسویں صدی میں امیہ خلفاء کے زیر حکومت اندلس یورپ کی سب سے زیادہ طاقت ور اور ترقی یافتہ سلطنت تھی۔ ایک لاکھ کی ہمہ وقت موجود فوج خلیفہ وقت کے کنٹرول میں رہتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا بحری بیڑا اور انتظامی اور انصاف مہیا کرنے والا عملہ موجود تھا۔ اور یہ انتظامی بندوبست ایسا اعلیٰ تھا کہ اس میں ایک محتسب کا بھی عہدہ رکھا گیا تھا۔ دار الخلافہ قرطبہ جس کی آبادی پانچ لاکھ تھی یورپ کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اور اس شہر کو یہ فخر حاصل تھا کہ صرف اس میں گلیاں پختہ تھیں اور وہاں ایک باقاعدہ ڈاک لانے لے جانے کا انتظام بھی موجود تھا۔

قرطبہ کے علماء خاص طور پر طب سے تعلق رکھنے والے افراد بہت مشہور تھے۔ اور اندلس کے ذریعہ ہی یورپ والوں نے وہ کلاسیکل کتب حاصل کیں جنہیں مشرق قریب اور مشرق وسطیٰ کے عالموں نے محفوظ کر لیا تھا۔

قرطبہ کا حکمران ابو عبداللہ سپین سے بھاگ کر الفیض (Fez) چلا گیا جہاں اس کی اولادوں نے فقیروں کے حال میں اپنی زندگیاں گزاریں۔ اس کی رعایا پیچھے رہ گئی۔ جس کا مقدر یہ تھا کہ ان پر ظلم کئے جاتے جس پر وہ بغاوت کرتے اور اس ناکام بغاوت کا بہانہ رکھ کر ان کو تہہ تیغ کیا جاتا اور جلا وطن کر دیا جاتا۔ سترھویں صدی کے شروع ہونے تک اس ملک میں صرف پانچ لاکھ مسلمان باقی رہ گئے۔ اس کے بعد وہ آخری جلاوطنی عمل میں لائی گئی جو 1609ء میں وقوع پذیر ہوئی۔..... یہ کہانی 1945ء میں قادیان کی گلیوں سے شروع ہوتی ہے۔ قادیان انگریزی سلطنت میں واقع ایک قصبہ ہے۔ قادیان احمدیہ تحریک کا ہیڈ کوارٹر تھا جس کو پچھلی صدی کے آخر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے شروع کیا۔ اس تحریک کا خاصہ اس کی دعوت الی اللہ کے لئے جوش و جذبہ تھا۔ ایک صدی کے عرصہ میں اس تحریک نے ایشیا اور افریقہ میں ایک کروڑ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اور یورپ اور امریکہ میں ہر جگہ اپنے مراکز قائم کر لئے ہیں۔

1945ء کے اس دن ایک نوجوان واقف زندگی بیت الذکر سے مایوسی کی حالت میں واپس آ رہا تھا۔ اس وقت کے امام جماعت نے کئی واقفین کو اس لئے بلایا تھا کہ ان کو بتایا جائے کہ ان کو دعوت الی اللہ کے کام کے لئے چن لیا گیا ہے اور ان کو ان کی منزلوں کا بتایا جائے۔ مولانا کرم الٰہی ظفر کو امید تھی کہ اسے بھی ان میں شامل کیا گیا ہوگا۔ لیکن اسے ابھی نہیں بلایا گیا تھا۔ اتفاقاً راستے میں اس کی مڈھ بھیڑ ان واقفین سے ہو گئی جو چن لئے گئے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اس سے اظہار ہمدردی کرتے وہ اس کو مبارکباد دینے لگے۔ پہلے ایک غلطی واقع ہو گئی تھی اور اس کے جانے کے بعد اس کے متعلق اعلان کیا گیا کہ وہ سپین جانے والے واحد داعی الی اللہ ہوں گے۔

اس خبر سے صرف ایک انتہائی جذبہ رکھنے والا انسان ہی بے انتہا خوشی کا اظہار کر سکتا تھا۔ اور کرم الٰہی ظفر پر یہی حالت طاری تھی۔ اس نے اس خبر کے ملنے پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔

سپین ابھی تھوڑی دیر ہوئے اتحادیوں کے حملہ سے بچ نکلا تھا۔ اور جلد ہی اس کے خلاف اقوام متحدہ کی طرف سے بائیکاٹ کا حکم لگنے والا تھا۔ جس سے اس ملک میں قحط جیسے حالات پیدا ہو سکتے تھے۔ جنرل فرانکو جو کہ اپنی حکومت کو قانونی تسلیم کئے جانے کے لئے بے قرار تھا اور اس کوشش میں تھا کہ اس نے جو مصیبت سپین پر طاری کی ہوئی تھی اس سے لوگوں کی توجہ ہٹ جائے۔ اس نے اس کی طرف سے برپا کی گئی بغاوت اور اس کے نتیجہ میں شروع ہونے والی جنگ کو صلیبی جنگوں کا درجہ دے دیا تھا۔ ایسی صورت حالات ایک داعی الی اللہ کے لئے ہرگز اچھی اور مناسب نہ تھی۔

لیکن کرم الٰہی ظفر کی ابتدائی مشکلات میں سپین والوں کا کوئی حصہ نہ تھا۔ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لئے بہت گھمبیر حالات پیدا ہو گئے۔ اس جماعت کو اپنا صدر مقام نئی قائم ہونے والی سلطنت پاکستان میں ربوہ کے مقام پر قائم کرنا پڑا۔

کرم الٰہی ظفر کو یہ اطلاع دی گئی کہ اس کے مرکز کے لئے کوئی رقم مہیا نہیں کی جا سکتی اس لئے اسے واپس لندن چلے جانا چاہئے۔ انہوں نے واپس یہ پیغام بھیجا کہ اگر جماعت اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تو وہ اس کا انتظام خود کر لیں گے۔ وہ واپس لندن چلے گئے اور وہاں چھ ماہ کے قیام کے دوران انہوں نے عطر سازی کا کام سیکھا اور اس دوران کچھ وقت کے لئے کرائڈن کے علاقہ میں ایک دوکان پر بھی کام کیا۔

اس کے بعد وہ واپس سپین آ گئے اور 1948ء تک انہوں نے اتنے پیسے کما لئے تھے کہ وہ احمدیہ جماعت کی ایک کتاب سپین کی زبان میں شائع کرنے کے قابل ہو گئے۔ اس کتاب کو پہلے توضبط کر لیا گیا۔ لیکن بعد میں اس علاقے میں جہاں مسٹر ظفر رہائش پذیر تھے ایک پادری کی کوششوں سے اس کتاب کو دوبارہ فروخت کی اجازت دے دی گئی۔ اپنی اس کوشش کی کامیابی سے حوصلہ پا کر انہوں نے ایک اور زیادہ مذہبی کتاب (۔) اصول کی فلاسفی شائع کر دی۔ اس دفعہ پھر چرچ کی انتظامیہ نے نہ صرف یہ کتاب ممنوع کروا دی بلکہ اس کو بحق سرکار ضبط بھی کر لیا گیا۔ بہت ساری کوششوں کے بعد انہوں نے یہ کتابیں واپس حاصل کر لیں اور فوراً انہیں لندن بھجوا دیا۔ لیکن ساتھ ہی ایسے سپین کے باشندوں کے پتہ جات بھی لندن مرکز کو مہیا کر دیئے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ ڈاک کے ذریعے اس کتاب کو حاصل کرنے کے خواہش مند ہو سکتے تھے۔

اس مستقل مزاج داعی الی اللہ کو ملک سے اخراج کی دھمکی بھی دی گئی لیکن جیسا کہ ان کے ایک ساتھی داعی الی اللہ کا کہنا ہے وہ مادی عطر کے ساتھ ساتھ روحانی خوشبو بھی تقسیم کرتے رہے۔

ایک دفعہ انہوں نے اپنے ایک ٹریکٹ کی کاپی جنرل فرانکو کو بھجوا دی۔ جنرل فرانکو جنہوں نے شمالی افریقہ میں خدمات سرانجام دی تھیں۔ جواباً لکھا کہ میں کتاب سے محظوظ ہوا اور میں اس کے لئے اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکر گزار ہوں۔ اس سے اگلی بار جب پولیس کرم الٰہی ظفر کے گھر آئی تو انہوں نے اسے وہ خط دکھایا جس پر وہ واپس چلے گئے۔

1965ء تک انہیں اس کتاب کی قانونی طور پر تقسیم کی اجازت نہ مل سکی۔ اور 1965ء کے بعد ہی وہ (۔) اصول کی فلاسفی کی تقسیم قانونی طور پر کر سکے۔

لیکن گورنمنٹ کی پالیسی یہی تھی کہ سوائے رومن کیتھولک مذہب کے کسی اور مذہب کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ پروٹسٹنٹ عیسائی بھی اپنی عبادات کے متعلق کوئی اطلاع کسی کو نہ دے سکتے تھے۔ البتہ جنرل فرانکو کی موت کے بعد اس قانون میں تبدیلی کی گئی۔

اس وقت سے مسٹر کرم الٰہی کا سب سے بڑا کام یہی تھا کہ وہ ایک بیت کی تعمیر کر سکیں جہاں ان کے دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں جماعت میں شامل ہونے والے لوگ عبادت کر سکیں۔ پہلے انہوں نے یہ کوشش کی کہ وہ بیوت جنہیں ازمنہ وسطیٰ میں گرجوں میں تبدیل بھی کیا گیا تھا ان میں سے کسی ایک کو خرید لیں۔ لیکن ان کی ان کوششوں کو ناکام بنا دیا گیا۔ اس کوشش کے بعد انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ ایک نئی بیت تعمیر کریں گے۔

اس وقت احمدیہ جماعت کے امام نے ایک نیا فنڈ قائم کیا جس سے نئی بیوت تعمیر کی جا سکیں اور جماعت کے صد سالہ جشن کے سلسلے میں کتب شائع کی جا سکیں۔ اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ سپین میں بنائی جانے والی بیت کی ذمہ داری برطانیہ میں رہائش پذیر دس ہزار احمدیوں پر ڈالی جائے۔ احمدیہ جماعت برطانیہ کا صدر مقام لندن بیت میں ہے جو کہ ساؤتھ فیلڈز کے علاقہ میں واقع ہے۔ اس وقت تک یہ لوگ دو لاکھ پاؤنڈ کی رقم اس سکیم کے لئے پیش کر چکے ہیں۔

یہ نئی بیت جس کا افتتاح آج کیا جا رہا ہے یہ پیدرو آباد میں واقع ہے۔ پیدرو آباد قرطبہ سے بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ جگہ میڈرڈ کو جانے والی سڑک پر اونچی جگہ پر واقع ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں عبادت کرنے کے لئے کون جائے گا۔ جیسا کہ شیخ مبارک احمد جو کہ لندن بیت کے امام ہیں نے یہ بات تسلیم کرتے ہوئے کہا یہی اصلی مسئلہ ہے۔ سپین میں آنے والے چند ایک تاجر اور سیاح بلاشبہ اسے دیکھنے کے لئے ضرور آئیں گے۔ لیکن 36 سالوں میں جو عرصہ کہ کرم الٰہی ظفر کو یہاں رہتے ہوئے ہو گیا ہے سو سے بھی کم عیسائیوں نے دین حق کو قبول کیا ہے۔ اور ان میں سے بھی بہت کم قرطبہ کے قریب رہتے ہیں۔ لیکن احمدیہ جماعت کے بزرگان ہمیشہ کی طرح اپنا انحصار اللہ کی مرضی پر رکھتے ہیں۔ اور سپین میں جمہوریت کے دوبارہ رائج ہونے کے ساتھ جو آزادی کی لہر آئی ہے اگر وہ قائم رہتی ہے تو ان کے لئے یورپ کے دیگر حصوں کی نسبت یہاں زیادہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے مواقع ہو سکتے ہیں۔

احمدیہ جماعت کا محبت اور امن کی پالیسی پر زور دینا بھی ایک ایسی نسل کے لئے باعث کشش بن سکتا ہے جو لڑائی جھگڑے میں کافی عرصہ ملوث رہی ہے۔ اس نکتہ پر اس جماعت کے پہلے امام نے واضح طور پر کہا تھا کہ سپین ایک ایسا ملک ہے جس نے ایک شاندار مذہبی دور دیکھا۔ لیکن یہ روشنی ایک جنگ کی مرہون منت تھی۔ اور ایک جنگ ہی کے ذریعے اس کو بجھا دیا گیا۔ لیکن اب یہ روشنی محبت اور امن کے پیغام کے ساتھ دوبارہ روشن کی گئی ہے۔ اس لئے یہ اب ہمیشہ چمکتی رہے گی اور کبھی نہیں بجھے گی اور وہاں سے کبھی دور نہیں ہٹائی جا سکے گی۔

نوٹ یہ مضمون لندن کے انگریزی اخبار "دی گارڈین" کے دس ستمبر 1982ء کے جمعہ کے ایڈیشن میں شائع کیا گیا۔

یہ تراشہ ہمیں محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے اس نوٹ کے ساتھ ارسال کیا ہے "ہماری تاریخ" کے عنوان کے لئے یہ تراشہ ارسال ہے "بیت بشارت" کا جس دن افتتاح ہوا اس دن گارڈین لندن نے یہ مضمون شائع کیا۔ افتتاح سے قبل خاکسار نے گارڈین کے ادارہ سے کہا کہ اپنا نمائندہ بھیجیں۔ خاکسار ان دنوں بیت الفضل لندن کا امام تھا۔ اس کی دعوت کی اور بیت سپین کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا۔ جس بناء پر یہ مضمون اس نے لکھا۔ حضرت امام جماعت الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے پڑھ کر فرمایا "ایسا معلوم ہوتا ہے کسی احمدی نے لکھا ہے"

ooo

ایک اچھی بات

قربانی کرو کیونکہ خدا کے حضور قربانی کے سوا نہیں پہنچ سکتے۔ تقویٰ کرو کیونکہ تقویٰ تمام عملوں کی روح ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں اپنی خواہشوں کو خدا کے حضور قربان کر دینا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال- مربی سلسلہ

دو ناقابلِ فراموش واقعات

اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ عموماً ہر شخص کو اپنی زندگی میں جہاں بعض واقعات اور لمحات سے واسطہ پڑتا ہے جو اپنے اندر خوشی- انبساط اور فرحت ولذت رکھتے ہیں انسان انہیں یاد نہیں رکھتا اور جلد ہی بھلا دیتا ہے- وہاں اسے ان گھڑیوں اور ساعتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو اس کے لئے نہایت تکلیف دہ- صبر آزما اور کٹھن مراحل والی ہوتی ہیں وہ انہیں بھلا نہیں پاتا ہاں اگر ان لمحات اور واقعات کو فراموش کرنا بھی چاہے تو انہیں اپنے ذہن سے محو نہیں کر سکتا اس قسم کے واقعات گاہے بگاہے یاد آتے رہتے ہیں چنانچہ آج میں اپنے طالب علمی کے دور کے دوران پیش آنے والے دو واقعات کو احاطہ تحریر میں لانا چاہتا ہوں- ان میں سے پہلا واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ میں جامعہ احمدیہ میں درجہ رابعہ میں پڑھتا تھا- یہ یاد رہے کہ جامعہ احمدیہ میں درجہ رابعہ کے طلباء کے لئے تعلیمی و تربیتی دورہ کرنا ضروری ہوتا تھا جس کا مقصد طلباء میں تقریری مشق کا ملکہ پیدا کرنا تھا تاکہ انہیں دعوت الی اللہ کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہو گویا اس قسم کا دورہ جامعہ احمدیہ کے کورس کا ایک حصہ ہوا کرتا تھا- اپریل 1966ء کی یہ بات ہے کہ مکرم ومحترم میر داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ہماری کلاس کے طلباء کا دورہ برائے جماعت ہائے احمدیہ ضلع سرگودھا و جہلم منظور فرمایا اور وفد کا امیر استاذی المکرم مولانا غلام باری صاحب سیف کو مقرر فرمایا- اس دورہ کا آغاز سرگودھا کی جماعت چک نمبر 9 پنیار سے ہوا اور اختتام دوالمیال ضلع جہلم حال ضلع چکوال پر ہوا- مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے بھیرہ سے کھیوڑہ پہنچنے کے لئے پیدل دریائے جہلم پار کیا تو اس وقت مولانا صاحب اور مرزا منصور احمد صاحب ابن مکرم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر کا شکار جو کئی فاختاؤں پر مشتمل تھا بھون کر کھایا تھا- ہم سب خوش تھے لیکن آنے والی گھڑی کا کسی کو علم تک نہیں تھا کہ آج شام کے بعد کیا واقعہ پیش آنے والا ہے- دریا پار کر کے کھیوڑہ پہنچے- خیال تھا کہ نمک کی کان کی سیر کا موقع مل جائے گا مگر بوجہ حج کی تعطیل ہماری یہ خواہش پوری نہ ہوئی- چھٹی ہونے کی وجہ سے ٹرانسپورٹ بھی بہت کم میسر تھی- کھیوڑہ سے بس کے ذریعہ دوالمیال پہنچنا تھا- اڈے پر صرف ایک بس اور وہ بھی بہت پرانی جی- ٹی- ایس کھڑی تھی- اکثر ڈرائیور عید منانے اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے اور صرف اس بس کے ڈرائیور کی انتظار تھی- کافی انتظار کے بعد ڈرائیور آیا- سواریاں بس میں بیٹھیں- جو گنجائش سے زیادہ تھیں- اکثر مسافروں کو کھڑے ہونا پڑا- محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کو بھی بمشکل ہی سیٹ ملی تھی- بس کی حالت دیکھی تو دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے- علاقہ بھی پہاڑی ہے مختصراً بس مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی- جب چلی تو اندھیرا ہو چکا تھا- ہم سب خوش تھے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بس مل تو گئی خواہ کافی انتظار کے بعد- دیگر مسافر بھی کل کی عید منانے کے لئے بہت خوش تھے- کہ گھر والوں کے ساتھ منائیں گے- آنے والی بری گھڑی کا کسی کو علم نہ تھا- ہوا یوں کہ جب بس چلی تو پرانی ہونے کی وجہ سے عجیب قسم کی آوازیں اس میں سے آنے لگیں- چنانچہ ابھی دس پندرہ منٹ ہی اسے چلتے ہوئے ہوئے تھے کہ اچانک ایک موڑ پر چڑھائی چڑھتے ہوئے بریکیں فیل ہو گئیں- اور بس بجائے اوپر جانے کے واپس تیزی سے نیچے کی طرف سرکنے لگی- پھر کیا تھا مسافروں میں بھگدڑ مچ گئی- اور ہر طرف چیخ وپکار اور شور وفغاں اور آہ وبکاء کا منظر پیش کرنے لگی اس حال میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہوتا اور ڈرائیور حاضر دماغی سے کام نہ لیتا تو قریب تھا کہ بس کئی سوفٹ گہری کھائی میں جا پڑتی اور مسافروں پر خدا جانے کیا گزرتی- اس وقت حالت یہ تھی کہ ہر کسی کی زبان پر یا اللہ رحم فرما- یا اللہ تیرا فضل اور تیرا ہی آسرا کے الفاظ تھے- یہ بے کسی اور سراسیمگی کی کیفیت دو تین منٹ جاری رہنے کے بعد اچانک بس رک گئی اور اس پوزیشن میں رکی کہ اس کا رخ سڑک کی بجائے گہری کھائی کی طرف تھا- رکنے پر رات کے اندھیرے میں نیچے اتر کر دیکھا تو بس کا ایک پچھلا پہیہ حسن اتفاق سے ایک بڑے پتھر کے ساتھ جا لگا تھا اور دوسرا پہیہ تو بالکل عین کنارے پر تھا اگلے دونوں پہیے بھی کنارے کے قریب ہی دکھائی دیتے تھے- اس غیر متوقع اچانک حادثہ میں مسافروں نے بچ جانے پر اپنے رحیم وکریم رب کا شکر ادا کیا اور پھر دعاؤں کے ماحول میں اسی بس پر سوار ہو کر رات اندازاً ساڑھے آٹھ بجے بخیریت اپنی منزل دوالمیال پہنچے- یہ واقعہ جو تربیتی دورہ کے دوران پیش آیا- آج تک بھلایا نہیں جا سکا-

دوسرا واقعہ ہائیکنگ کا ہے جو جولائی 1967ء میں وادئ کاغان میں باٹا کنڈی مقام کے قریب پیش آیا- جامعہ احمدیہ میں عموماً آخری کلاس کے طلباء کو ہائیکنگ کرائی جاتی تھی جس کا مقصد یہ ہے کہ طلباء کو دعوت الی اللہ کے میدان میں اگر پیدل چلنا پڑ جائے اور بھوک پیاس کا سامنا کرنا پڑے تو وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کر سکیں- چنانچہ اس ٹیم کو اپنے تھوڑے بہت ہلکے سامان کے ساتھ روزانہ عموماً 20'21 میل پیدل چلنا پڑا- تو جو واقعہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ ایک روز ہم طلباء جن کی تعداد 15 ہو گی جس کے سربراہ استاذی المحترم مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر حال پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے- کے مشورہ سے جھیل سیف الملوک دیکھنے کا پروگرام بنا- اس وفد میں میرے واجب الاحترام استاد حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب شامل تھے (والد محترم مکرم نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل) مجھے یاد آتا ہے کہ وہ سب سے پہلے راستہ کی دشواری کے باوجود وہاں پہنچے تھے راستہ میں کئی بار چڑھائی- گلیشیرز بھی آتے تھے لیکن ان کی ہمت اور حوصلہ قابل تحسین تھا کہ وہ باوجود بڑی عمر ہونے کے کیسے پہلے وہاں پہنچ گئے- اس بات سے سب کو حیرانگی ضرور ہوئی- وہ واقعہ جسے بیان کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ جب طلباء مختلف گروپوں میں واپس آنے کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں ہمارے گروپ نے اصل راستہ چھوڑ کر شارٹ کٹ کرنا چاہا- اس کوشش میں ایک پہاڑی پر چڑھ گئے- دیکھا کہ ایک راستہ سے کئی پگڈنڈیاں نکلتی ہیں- ایک پر چلے تو اصل راستہ بھول گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم سب درختوں میں سے چلتے چلتے ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سے آگے اور کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا- اس مقام کی کیفیت اور پوزیشن یہ تھی کہ جس طرف رخ کریں- اس طرف آگے سیدھی اور عمودی ڈھلوان اور وہ بھی ایسی کہ نیچے نظر ڈالتے ہوئے ڈر اور خوف محسوس ہوتا تھا- اس مقام پر اتنی بڑی مشکل میں ہم پھنس گئے کہ الاماں- پاؤں آگے رکھتے تو دل دہل جاتا کہ ابھی پاؤں پھسلا اور توازن برقرار نہ رکھا جا سکا تو پھر جان بچنا تو کجا کوئی ہڈی پسلی سلامت نہ رہے گی- اس نہایت ہی کٹھن وقت میں میری اور ایک ساتھی کی حالت قابل دید تھی- رنگ فق اور ٹانگیں تھر تھر کانپ رہی تھیں یعنی مارے خوف کے بُرا حال تھا- اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بڑے الحاح و درد کے ساتھ دعائیں کی جا رہی تھیں- آخر ہمارے بہت ہی مشفق استاذی المکرم میر محمود احمد صاحب ناصر کی حوصلہ افزائی- رہنمائی اور کوشش ہم دونوں کو آہستہ آہستہ نیچے اتارنے میں مفید ثابت ہوئی- اللہ تعالیٰ احسن جزا عطا فرمائے- شام کے قریب ہم سب کے صحیح سلامت ریسٹ ہاؤس میں پہنچنے پر سب سے پہلے تمام طلباء اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لائے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی مصیبت سے بخیریت نکالا- سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے- حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مضطر اور مجبور کی پکار کو سنتا ہے جب وہ صدق دل سے اسے مدد کے لئے پکارتا ہے- اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ابتلاؤں اور مصائب سے محفوظ رکھے- آمین-

OOO

آصف محمود باسط- متعلم ایم اے فلاسفی

بنا بنایا توڑ دے ......

کارل مارکس کے فکر کی بنیاد جدلیات پر ہے- فکر جدید میں جدلیات کو متعارف کرانے والا ہیگل تھا- مارکس نے بھی یہ اصول اسی سے مستعار لیا مگر اس کی شکل جس طرح بدلی' اس ذہانت نے اس اصول کو گویا مارکس ہی کی ملکیت بنا دیا جسے جدلی مادیت کے نام سے جانا جاتا ہے-

جدلیات کا اصول' مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہر چیز کے اندر ہی سے اس کی نفی جنم لیتی ہے اور اس نفی کے جنم لیتے ساتھ ہی اس چیز اور اس میں سے مولود اس کی نفی کے امتزاج سے ایک نئی چیز معرض وجود میں آتی ہے- یہ نئی چیز پھر اپنے اندر سے اپنی نفی کو جنم دیتی ہے اور یہ سلسلہ یونہی چلتا چلا جاتا ہے-

ہیگل مادے سے شروع ہو کر ایک مکمل کل کی طرف جاتا تھا اور اس کے بعد کسی نفی کی گنجائش نہیں رہتی اور نہ اس کی نفی ممکن ہے- کارل مارکس نے کہا کہ ہیگل سر کے بل کھڑا تھا' میں نے اسے سیدھا کر دیا ہے- مارکس کے خیال میں مادہ آخری حقیقت ہے کہ اس زندگی میں ہمارا واسطہ اور رابطہ مادے سے ہی تو ہے- انسان کے مادی تقاضے ہی اس کی زندگی کا تانا بانا بنتے ہیں اور انہی پر انسان کی اخلاقی واقتصادی زندگی کا انحصار ہوتا ہے-

یہ بحث تفصیل طلب ہے- فی الحال مجھے کچھ اور عرض کرنا ہے- درثمین کے مطالعہ کے دوران حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک الہامی شعر نے آگے چلنے سے روک دیا- اور اپنی اہمیت کا احساس دلانے لگا- مگر کسی بھی چیز کی اہمیت کا احساس اس کے اپنے کہہ دینے سے نہیں ہوا کرتا- اس چیز کو کھنگال کر دیکھنا پڑتا ہے- اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس پر تھوڑا سا ہی سوچا تھا کہ اللہ کے فضل سے اس کی ایسی تشریح ہوئی کہ دل کو اطمینان ہوا-

کسی دہریہ سے گفتگو کر کے دیکھیں تو وہ زیادہ سے زیادہ Big Bang پر آ کر رک جائے گا- اس سے آگے جانا نہ اس کو منظور ہوتا ہے نہ اس کے بس کا روگ ہوتا ہے- فلسفہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ مفکرین تین دائروں میں سوچتے ہیں- مادیت- مابعد الطبیعات- اور روحانیت- ان کے مکمل دائرہ فکر میں ان میں سے ایک بھی ہو سکتا ہے' دو بھی اور تینوں بھی- اور تدریج بھی دونوں میں سے ایک ہوتی ہے یا تو مادیت سے ہوتے ہوئے مابعد الطبیعات میں اور وہاں سے روحانیات میں یا اس کے الٹ- مذہب خصوصاً الہامی مذاہب روحانیت سے آغاز کر کے مادے تک آتے ہیں-

مارکس بھی مادے پر آ کر رکتا ہے اور نہ اس سے آگے جانا چاہتا ہے اور نہ یہ اس کے بس کا روگ ہے- وہ یکسر فراموش کر بیٹھا ہے کہ انسانی زندگی کے مادی پہلوؤں کے علاوہ بھی کچھ پہلو ہیں- نفسیاتی' جذباتی اور روحانی پہلو' شکم' جس کے گرد مارکس کی سوچ طواف کرتی رہ گئی' تو جانور بھی جیسے تیسے بھر ہی لیتے ہیں- پس مارکس کا مادے پر آ کر رک جانا بھی بگ بینگ والے کیس سے مختلف نہیں- کیونکہ بگ بینگ جس تودے میں ہوا وہ بھی مادہ محض ہی تھا-

جدلیات کے اصول' ہمیں کہیں نہ کہیں کارفرما نظر ضرور آتے ہیں- کمیونزم' کہ جس کی بنیاد ہی جدلیات پر تھی' اس کا ناکام ہونا بھی جدلیات کے اصول کی تصدیق ہے- اسلام سے پہلے بہت سے مذاہب گزرے- ہر مذہب کے بعد ایک

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتبہ- چوہدری خالد سیف اللہ خان- نمائندہ الفضل انٹرنیشنل- آسٹریلیا

مکتوبِ آسٹریلیا

شادی اب بھی مستحکم معاشرہ قائم کرنے کیلئے کنجی کی حیثیت رکھتی ہے

بوسٹن یونیورسٹی کی پروفیسر Brigitte Berger جو مشہور ماہر عمرانیات ہیں نے سڈنی میں اپنی تقریر میں شادی کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج بالعموم میاں بیوی اور بچوں کے روائتی خاندان کو نفرت اور مذمت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن یہی وہ طاقت تھی جس کے نتیجہ میں مغرب کا جمہوری اور خوش حال معاشرہ وجود میں آیا تھا اور دونوں کی قسمت باہم نہ کھل سکنے کے انداز میں بندھی ہوئی ہے۔ مستقبل کے جو تیکنیکی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لئے نفسیاتی طور پر مطمئن فعال متحرک اچھے تعلیم یافتہ اور اخلاقی لحاظ سے ذمہ دار افراد کی ضرورت ہے اور ایسے بچے شادی شدہ مطمئن گھرانوں ہی کی پیداوار ہو سکتے ہیں۔

تیس سال قبل خاندان کی مرکزیت کے خلاف جنگ شروع کی گئی تھی اس کے نتیجہ میں مغربی حکومتیں مجبور ہو گئیں کہ غیر شادی شدہ گھرانوں کو بھی برابری کا درجہ دے دیا جائے۔ اس سے خاندان کی ایسی شکل ابھری جس نے غیر قانونیت' جرائم' ڈرگ کا استعمال' عنفوان شباب کے حمل' غیر شادی شدہ ماؤں اور غیر ذمہ دار مفت خوروں کے سیلاب کو بے قابو کر دیا ہے۔ مغربی حکومتوں نے ایسے افراد کو بجائے سوسائٹی میں مدغم کرنے کے ایسی پالیسیاں وضع کیں جس سے یہ لوگ سوسائٹی پر بوجھ بنتے چلے گئے اور خطرہ ہے کہ آج کی سوسائٹی کا یہ زیریں طبقہ مغربی معاشرہ کا ایک مستقل حصہ نہ بن جائے۔ ان خطرات کو اب مغرب میں محسوس کیا جا رہا ہے اور امریکہ اور برطانیہ میں شادی اور روائتی خاندان کی افادیت پھر سے تسلیم کی جانے لگی ہے لیکن اس کے آثار مجھے آسٹریلیا میں ابھی نظر نہیں آتے۔ آسٹریلیا والوں کو بھی سوچنا چاہئے۔ غیر شادی شدہ گھرانوں کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ افراد کے لئے اچھی ہوں تو ہوں لیکن قوم کے لئے اچھی نہیں ہیں۔ روایتی مرکزی خاندان آج بھی بچے کے لئے سکول میں کامیابی کی بہترین ضمانت ہے۔ شادی کا عہد اور ذمہ داری ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے متوسط خاندانوں کے بچوں میں عزم' استقلال' ذمہ واریت' امانت و دیانت' فعالیت اور خود اعتمادی کے اوصاف پیدا کئے جا سکتے ہیں جو کسی بھی قوم کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

باتیں تو پروفیسر صاحبہ نے بہت اچھی کی ہیں' مغربی معاشرہ میں ان کو بار بار دہرانے کی ضرورت ہے۔

سسلی کے مجسمہ مریم کے آنسوؤں کا راز

ہمیشہ سے انسانوں کا ایک طبقہ توہم پرستی کا شکار رہا ہے۔ سیاسی و سماجی افراتفری کے دور میں توہم پرستی خصوصاً زور پکڑ جاتی ہے۔ سابق یوگوسلاویہ اور روسی ریاستوں کے جنگ و جدل کے دور میں یورپ خصوصاً اس کا تجربہ کر رہا ہے۔ لوگوں کو میڈونا کے مجسموں کی آنکھوں میں آنسو نظر آتے ہیں۔ چرچ اس طرح کی روایات کو ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھتا رہا ہے سوائے ایک رونے والی میڈونا کے جس کو چرچ نے 1953ء میں سرکاری طور پر تسلیم کر لیا کہ اس کی آنکھوں سے واقعی آنسو ٹپکتے ہیں۔ یہ میڈونا حضرت مریم کا پلاسٹر کا مجسمہ ہے جو سسلی کے مشرقی ساحل پر واقع شہر Siracusa میں بنا ہوا ہے۔

اب ایک کیمسٹ نے اس مجسمہ کے آنسوؤں کا راز بھی فاش کر دیا ہے اس کا ذکر برطانیہ کے رسالہ "کیمسٹری" میں کیا گیا ہے۔ کیمسٹ نے ہو بہو اس رونے والے مجسمہ کی طرح کا ایک مجسمہ بنایا جو بغیر کسی میکانکی کل یا الیکٹرانک آلات کے آنکھوں سے آنسو بہاتا ہے وہ کافی عرصہ لوگوں کو بے وقوف بناتا رہا۔ اب اس نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ مجسمہ پلاسٹر کا بنا ہوا ہے جس کی اندرونی سطح مسام دار (Porous) ہے اور باہر کی چکنی روغن دار (Glazed) ہے۔ اندر کی سطح پانی جذب کر لیتی ہے اور باہر کی نمی کو خارج ہونے سے روکتی ہے۔ اس کے سر میں ایک خفیہ مقام ہے جہاں سے اندر خالی مجسمہ میں پانی ڈالا جاتا ہے اور اس کی آنکھوں پر سے روغن ایسے طریق سے کھرچا ہوا ہے کہ محسوس نہیں ہوتا۔ اندر کی سطح کا جذب شدہ پانی باہر شبنم کے قطرات کی طرح آنکھوں سے ٹپکتا دکھائی دیتا ہے۔ اس طرح Dr Garlaschelli نے آنسو ٹپکانے والی مریم کے مجسمہ کا طلسم توڑ دیا اور اس کے دنیا کے دکھوں پر ٹپکنے والے آنسو جھوٹے نکلے۔ جبکہ 42 سال سے چرچ ان آنسوؤں کو حقیقی تسلیم کرتا رہا ہے۔

بھلا پتھر کی مورتیاں بھی کسی کے دکھوں پر آنسو ٹپکایا کرتی ہیں؟

چین کے مُردوں کا خلیج سان فرانسسکو میں ہجوم

کہتے ہیں انسان کا اصلی وطن وہی ہوتا ہے جہاں وہ مرنے کے بعد دفن ہونا چاہے۔ مختلف رنگ و نسل کے لوگ جو آسٹریلیا میں آباد ہیں ان میں سے بہت بڑھاپے کی عمر میں اپنے اصلی وطنوں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔ جو زندگی میں نہیں جا سکتے ان کے جنازے واپس جاتے ہیں۔ لیکن ایسا زیادہ تر آباد کاروں کی پہلی نسل کے لوگ ہی کرتے ہیں بعد کی نسل کے رابطے پچھلے ملکوں سے کمزور پڑ جاتے ہیں اور خال خال ہی واپس زندہ یا مردہ لوٹتے ہیں۔ لوگوں میں طبعاً اپنے مردوں کا احترام بھی پایا جاتا ہے۔ پرانے زمانہ میں خانہ بدوش قبائل جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے تو اپنے بزرگوں کی ہڈیاں بھی ساتھ لے جاتے اور نئی جگہ پر دفن کر دیتے۔

خلیج سان فرانسسکو میں ہانگ کانگ کے چینی نسل کے بہت لوگ آباد ہیں وہاں ایک چائنا ٹاؤن بھی ہے اب تک ان کا طریق تھا کہ اپنے مردوں کو تدفین کے لئے ہمیشہ چین بھیجتے تھے لیکن حال ہی میں یہ رجحان الٹ گیا ہے۔ 1997ء میں چین ہانگ کانگ کا کنٹرول سنبھال رہا ہے اور بہت لوگ خلیج سان فرانسسکو کے علاقہ میں آباد ہو رہے ہیں اور آتے ہوئے اپنے بزرگوں کی ہڈیوں اور راکھ کے بکس بھی ساتھ لا رہے ہیں جس سے اس علاقہ میں چینی مردوں کا ہجوم پیدا ہو گیا ہے۔ قبروں کی جگہیں بہت مہنگی ہو گئی ہیں۔ کالما (Colma) کے قصبہ کا رقبہ صرف دو مربع میل ہے جہاں تقریباً 20 لاکھ قبریں ہیں جو یہاں کی زندہ آبادی کے مقابلہ میں دگنی ہیں۔ مرنے کے بعد بھی غریب امیر کا امتیاز قائم ہے۔ غریبوں کے لئے قبریں سستی ہیں اور امیروں کے لئے ایک فیملی پلاٹ کی قیمت 287000 ڈالر ہے جو مکان کی قیمت سے زیادہ ہے۔ یہاں سے مردے بحرالکاہل' چشموں' محرابوں اور خوبصورت درختوں کا نظارہ کر سکتے ہیں۔ اس شہر میں قبروں کی صنعت خوب عروج پر ہے۔ لگتا ہے چینی آباد کاروں نے ذہنی طور پر اپنے گزشتہ وطنوں سے رابطہ ختم کر لیا ہے اور یہی سوچتے ہیں کہ اب سان فرانسسکو ہی ہمارا وطن ہے اور ہمنے اور ہماری نسلوں نے بس یہیں رہنا اور مرنا ہے۔

(ماخوذ از گارڈین)

ننھی منی بھڑوں کا کارنامہ

یورپ کی ننھی منی بھڑوں (European Wasps) نے گلاب کی پنکھڑیوں کی صحت و خوبصورتی کو قائم کرنے میں بڑا مفید کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یہ بھڑیں ایڈلیڈ یونیورسٹی نے اٹلی سے درآمد کی تھیں۔

گلاب کے شگوفوں میں یہاں ایک ایسا کیڑا لگ گیا تھا جو ان کو کھا کر بیمار اور بدزیب بنا دیتا تھا۔ پہلے تو کیڑے مار ادویہ سے اس کا علاج کرتے رہے پھر اٹلی سے ان طفیلی بھڑوں کو برآمد کیا جو اپنی خوراک خود پیدا کرنے کی بجائے دوسروں پر پلتی ہیں (parasitcs) عام طور پر یہ طفیلی کیڑے مکوڑے نکمے سمجھے جاتے ہیں جو دوسروں کا خون چوستے ہیں اور ان کی محنت پر پلتے ہیں' لیکن خدا نے ان کو بھی بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ ان طفیلی قسم کی بھڑوں نے آتے ہی گلاب کو تباہ کرنے والے کیڑوں کے اوپر اپنے ڈیرے ڈال دیئے اور ان پر انڈے دینے شروع کر دیئے۔ جب انڈوں سے بھڑوں کے بچے نکلتے تو وہ مضر کیڑوں کے اجسام کی رطوبتوں کو چوسنے لگتے حتیٰ کہ ان کے وجود کا صرف خول باقی رہ جاتا پھر یہ لاروے بھڑوں میں تبدیل ہونے لگتے اور پھر وہ اپنی خوراک کے لئے مزید مضر کیڑے تلاش کرنے لگتے۔ چونکہ ہر بھڑ مرنے سے پہلے سینکڑوں انڈے دیتی ہے اس لئے ڈیڑھ دو سال کے عرصہ میں یہ بھڑیں اب تک چالیس کلومیٹر قطر کے رقبہ میں پھیل چکی ہیں اور گلاب کی پنکھڑیاں پھر سے تروتازہ توانا ہو گئی ہیں۔ سرسری نگاہ میں انسان جس چیز کو بیکار خیال کرتا ہے وہی بعض دفعہ کتنی مفید ثابت ہوتی ہے۔

OOO

بقیہ صفحہ 4

دوسرے مذہب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ تان اسلام پر آکر ٹوٹی کہ اس کے بعد گنجائش نہیں تھی۔ تمہارے لئے دین مکمل ہو گیا میں ہمیں The Absolute والی بات نظر آتی ہے۔

مارکس سے اگر یہ پوچھا جاتا کہ ہر چیز میں سے اس کی نفی کو جنم دینے والی طاقت کون سی ہے۔ مادہ بذات خود تو بے جان ہے' پھر جنم کیسے دیتا ہے۔ اگر یہ ایک جاری نظام ہے تو کس کا جاری کردہ ہے۔

ہر چیز میں سے نفی کو جنم دے کر نت نئے اصولوں سے ہوتے ہوئے ایک آخری بلکہ پہلے اور آخری اصول تک پہنچنا کسی ایسی طاقت کا کام ہے جو ہر چیز پر قادر ہو۔ پھر یہ پہلا اور آخری اصول بھی منطقی طور پر اسی کو ہونا چاہئے۔

مزید وضاحت شاید زائد از ضرورت ہو۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وہ شعر درج کر دینا جو اس مضمون کا محرک ہے' خود ایک مکمل وضاحت ہوگا۔ وہ الہامی شعر یہ ہے۔

قادر ہے وہ بارگہ' ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے' کوئی اس کا بھید نہ پاوے

اے ہمارے قادر خدا! تدبیر اور غور و فکر میں ہماری راہنمائی فرما۔ آمین۔

OOO

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں

وہ لوگ جو عبادت کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں ان کی عبادت نری ٹکریں ہوتی ہیں ایسے لوگ اگر ایک سجدہ خدا تعالیٰ کو کرتے ہیں تو دوسرا دنیا کو کرتے ہیں جب تک انسان خدا کے لئے تکالیف اور مصائب کو برداشت نہیں کرتا تب تک مقبول حضرت احدیت نہیں ہوتا دیکھو دنیا میں بھی اس کا نمونہ پایا جاتا ہے اگر ایک غلام اپنے آقا کا ہر ایک تکلیف اور مصیبت میں اور ہر ایک خطرناک میدان میں ساتھ دیتا ہے تو وہ غلام غلام نہیں رہتا بلکہ دوست بن جاتا ہے یہی خدا تعالیٰ کا حال ہے اگر انسان اس کا دامن نہ چھوڑے اور اسی کے آستانہ پر گرا رہے اور استقلال کے ساتھ وفاداری کرتا رہے تو پھر خدا بھی ایسے کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اسکے ساتھ دوست والا معاملہ کرتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از آدم ساگے- ترجمہ عاصم جمالی   ہفت روزہ لاہور 22- فروری 1997ء

پیرس کی مسلمان طالبہ - لبنیٰ

جسے گھر میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کردیا گیا
آزادی ضمیر کے علمبردار فرانس کی اسلام کے بارے میں سوچ کی شہادت

پیرس- لبنیٰ بوٹیکزک- پیرس کے "مدرسہ لائیسی ریسائن" کی ایک اٹھارہ سالہ ڈرپوک لیکن محنتی طالبہ ہے- مگر موسم خزاں کی گزشتہ تعلیمی کلاسوں کے تین ہفتوں کے دوران میں ریاضی- فرانسیسی اور فلسفہ کی اساتذہ نے اس کا کلاسوں میں داخلہ روک دیا ہے- لبنیٰ ان چند سو مسلمانوں کی بچیوں میں سے ایک ہے- جن سے سکولوں کے کارپردازان کے سروں پر سکارف اوڑھنے کی وجہ سے ناراض ہیں- پچھلے سات سال سے ان سکارفوں نے فرانسیسی قوم کے جذبات کو بھڑکا رکھا ہے- تعلیمی اداروں کا موقف یہ ہے- کہ سکارف غیر مذہبی نظام میں ناقابل قبول ہیں جبکہ مسلمانوں کا تقاضا ہے کہ انہیں اپنے عقیدے پر عمل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے-

اب تک بیشتر مسائل افہام و تفہیم سے حل کئے جا چکے ہیں- مثلاً یہی کہ لڑکیوں کی اس بات پر آمادگی کہ وہ جمناسٹک اور فزکس کے اسباق کے دوران میں دوپٹے نہیں اوڑھیں گی البتہ انہیں دوسرے مواقع پر دوپٹہ اوڑھنے کی اجازت ہو گی- لیکن زیادہ سے زیادہ عوامی شخصیات فرانس کی چار ملین مضبوط مسلم آبادی کی مذمت کر رہی ہیں- اور اس مسئلہ کے انتہاپسندوں کی پرورش گاہ بننے کے باعث یہ تنازعہ خطرناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے-

حکومت یہ چاہتی ہے کہ سکولوں میں دوپٹہ اوڑھنے پر مکمل پابندی عائد کر دی جائے- تدریسی عملہ کی یونین بھی برابر انتہاپسندانہ رویہ اپنائے ہوئے ہے- مسلمانوں کا کہنا ہے کہ فرانسیسیوں کا یہ رویہ اسلام سے مخاصمت پر مبنی ہے جبکہ طالب علم (جیسا کہ لبنیٰ) اس کوشش میں ہیں کہ وہ اپنی تعلیم اور اپنے مذہب کے درمیان فاصلہ کو کم سے کم حائل ہونے دیں گول مٹول چہرے والی لبنیٰ (جس کی آنکھوں میں حیرت مستقلاً جلوہ گر رہتی ہے)- رپورٹروں کے سوالات سے کتراتی اور اپنی ہمجولیوں سے اپنے موقف کی وضاحت کرنے سے کتراتی ہے کہ اس کے ساتھ کیا گزر رہی ہے-

اس مذہب پسند لڑکی نے نومبر کے اوائل میں اپنی کلاسوں میں دوپٹہ اوڑھ کر جانا شروع کیا- جو بظاہر سکول کے ارباب حل و عقد کی رضامندی سے تھا- لیکن اس کی ریاضی کی استاد میری پیری لومبارڈو" نے اس سلسلہ میں ایک قطعی مختلف رائے قائم کی- اس کا کہنا تھا کہ

"میں ایک ایسی جوان لڑکی کی موجودگی میں جو مذہبی شعائر کی نمائندگی کر رہی ہو- نہیں پڑھا سکتی- یہ بطور استاد میرے وقار کے منافی ہے-"

فلسفہ اور فرانسیسی کے اساتذہ نے بھی اس رویہ کی پیروی کی- اور لبنیٰ کو مجبور کیا کہ- وہ ان تینوں مضامین میں بذریعہ خط و کتابت اسباق لے تاکہ سیکنڈری سکول کی تعلیم جاری رکھ سکے دوسرے اساتذہ نے بھی ان کے اس اقدام کی تائید و حمایت کی- ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ

مسلمان اس نظام کے بنیادی اصولوں کو چیلنج کر رہے ہیں- جن کے ذریعہ انہوں نے کیتھولک چرچ کے خلاف دامے درمے جنگ لڑ کر آزادی حاصل کی ان کا کہنا ہے کہ فرانسیسیوں کی تعلیم کی نمایاں خوبیاں یہ ہونی چاہئیں کہ وہ انسانی بنیادوں پر برابری کی تعلیم دیں' جو اعلیٰ قابلیت رکھنے والے اور مذہبی عقائد سے مبرا اشخاص کے زیر انتظام ہو-

تاہم ملک کی سٹیٹ کونسل (جو امریکی سپریم کورٹ کے برابر ہے) نے فیصلہ دیا ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو دوپٹہ اوڑھنے کی پابندی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جب تک ان کے اس عمل کا یہ مطلب نہ ہو کہ یہ ان کی مذہبی تبلیغ کا مظہر اور خطرے کا حامل ہے- جیسا کہ جمناسٹک کی کلاسوں میں ہو سکتا ہے-

لبنیٰ پر پروپیگنڈہ یا خطرناک رویہ کا الزام نہیں ہے- نہ اس کے اساتذہ کو حکام کی طرف سے منظوری کا امکان ہے اسے اپنی تعلیم کو بذریعہ خط و کتابت ہی جاری رکھنا ہو گا- دراصل اس کا معاملہ فرانس کے اس پار لڑے جانے والے تلخ جھگڑے کی غمازی کرتا ہے جو بڑھتا جا رہا ہے-

البرٹ وائل اور الپس میں نصف درجن سے زیادہ اساتذہ نے جو جین مولن کے سیکنڈری سکول میں پڑھاتے ہیں) اکتوبر میں اسی عدالتی فیصلہ کے خلاف مظاہرہ بھی کیا تھا-

جس میں چار مسلم طالبات کو (جنہیں جمناسٹک کی کلاسوں سے سکارف اوڑھنے پر نکالا گیا تھا) بحال کیا گیا تھا-

تاریخ کے استاد "گلبرٹ میٹر" کا کہنا ہے کہ ہم ایسا نظام نہیں چاہتے- جس میں ان جارحانہ کاموں کو برداشت کیا جائے جو ریاست کی بنیادی اقدار کے خلاف ہوں بالخصوص جنسی برابری' اور مذہب کی ترویج"

تین طلبہ کو آخر کار ان وجوہ کی بنا پر نکال دیا گیا کہ ان کے رویہ سے سکول کے ذرائع ابلاغ کا مفاد متاثر ہوا تھا- جب کہ چوتھا اپنی مرضی سے سکول چھوڑ گیا- "چانٹل مارنز" ان چند اساتذہ میں سے ایک ہیں جو طلبہ کے طرفدار تھے- انہوں نے انتباہ کیا کہ بغض و عناد کی لہر انہیں مسلح ہاتھوں میں لے جا سکتی ہے-

اگر ہم نے ان نوعمر طالبات سے یہ سلوک جاری رکھا (گو وہ ایک پلیگ کی حیثیت رکھتی ہیں) تو انہیں اپنے آپ کو رد کئے جانے کا احساس ہو گا-"

وزارت تعلیم نے ہمیشہ اس قانون کے خلاف دلائل دیئے ہیں کہ یہ اس شق کی خلاف ورزی کرتا ہے جس میں انسانی حقوق کے سلسلہ میں یورپین کنونشن میں مذہبی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے لیکن صدر "جیکس چیراک" نے اسے رد کر دیا ہے- وہ چاہتے ہیں کہ ایک قانون اس کی وضاحت کرے جو موجودہ "الم غلم" کا باعث ہے- کہا جاتا ہے کہ چیراک گالسٹ تحریک سے متاثر ہیں- مثلاً ارنسٹ چیزی (جس نے بطور ہیڈ ماسٹر سب سے پہلے ایک سکارف اوڑھنے والی طالبہ کو اخراج کا حکم دیا تھا) کا کہنا ہے کہ دوپٹہ اوڑھنا تشددانہ بنیاد پرستی کی علامت ہے- جو آمریت کا ایک شعبہ ہے-

جس سے حکومت کے نظم و نسق کو خطرہ ہے اور ان مسلم طبقوں کے لئے بھی جو اتحاد چاہتے ہیں-

جب تک پیرس میں وہ گھر پر تعلیم حاصل کر رہی ہے لبنیٰ جانتی ہے کہ صورت حال اور زیادہ خراب ہو جائے گی-

(بحوالہ- ڈان آبزرور نیوز سروس (سی) لنڈن آبزرور مورخہ 29- دسمبر 1996ء)

قدرت ثانیہ کے مظہر رابع کے دور کی پہلی مالی تحریک

ہمارے پیارے امام نے 1982ء میں اپنے دور امامت کے پہلے سال ہی ایک بابرکت مالی تحریک کا اجراء فرمایا جو "بیوت الحمد منصوبہ" کے نام سے موسوم ہے- اس تحریک یا تمریک کا مقصد غرباء و مساکین و بیوگان اور دیگر مستحقین کو رہائشی سہولت مہیا کرنا ہے- احباب کرام نے اس مالی قربانی میں پورے جذبہ اور اخلاص سے شمولیت کی اور گرانقدر رقوم خدمت خلق کے اس عظیم پروگرام میں پیش کیں اور بعض دوست اب تک باقاعدگی سے حسب استطاعت مالی قربانی پیش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بابرکت سکیم سے سینکڑوں مستحقین جزوی یا کلی طور پر رہائش کی سہولت پا کر مستفیض ہو رہے ہیں- حضرت صاحب کا یہ جاری کردہ منصوبہ غرباء کے لئے رحمت کی نوید لایا اور بہت سے خاندان اس سکیم کے تحت اپنے گھر اور اپنی چھت کی پناہ میں آکر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں-

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کی محروم اور بے بس مخلوق پر شفقت کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش کریں اور پورے مکان کے اخراجات برداشت کرنے سے لے کر حسب استطاعت اس تحریک میں شمولیت فرمائیں- امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس ضمن میں موثر اور فعال تحریک فرمائیں اور ذی ثروت اور مخیر حضرات سے خود بھی رابطہ فرمائیں اور مرکز کو بھی ان کے پتہ جات ارسال فرمائیں تاکہ ان سے براہ راست بھی رابطہ کیا جا سکے- اللہ تعالیٰ آپ کو سعی مشکور بجالانے کی توفیق عطا فرمائے- (آمین)

(سیکرٹری بیوت الحمد)

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر 31062 میں ساجدہ منظور بنت منظور احمد صاحب قوم رندھاوا پیشہ طالب علمی عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک 78 جنوبی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-9-15 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی- اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے- زیور طلائی 3 تولہ مالیتی-/15000 روپے- اس وقت مجھے مبلغ-/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں- میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی- اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی- اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی- میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے- الامتہ ساجدہ منظور چک نمبر 78-ج P/O بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا گواہ شد نمبر 1 منظور احمد وصیت نمبر 27731 صدر جماعت احمدیہ چک نمبر 78-ج ضلع سرگودھا گواہ شد نمبر 2 طلعت سلطانہ وصیت نمبر 29850- گواہ شدہ نمبر 3 سعدیہ ظفر چک نمبر 78-ج ضلع سرگودھا-

مسل نمبر 31063 میں نور اللہ خان مربی سلسلہ ولد فضل کریم صاحب قوم سیال پیشہ واقف زندگی عمر 25 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سوبھاگہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 96-12-7 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی- اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے- اس وقت مجھے مبلغ-/2492 روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں- میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا- اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا- اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی- میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے- العبد نور اللہ خان مربی سلسلہ حال چک 139/ر-ب کھمی ضلع فیصل آباد- گواہ شد نمبر 1 عبدالستار محلہ دار الشکر ربوہ گواہ شد نمبر 2 منظور احمد محلہ دار العلوم شرقی ربوہ-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد احسن صاحب ایریا مینجر سٹیٹ لائف فیصل آباد حلقہ کریم نگر جو بعارضہ فالج بیمار ہیں پہلے سے کچھ افاقہ ہے احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں مکمل شفاء عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم سلیم احمد صاحب ابن چوہدری بشیر احمد صاحب گوٹھ احمد پور ضلع سانگھڑ یرقان کی تکلیف کی وجہ سے اچانک نوجوانی کی حالت میں بعمر قریباً 23 سال وفات پا گئے ہیں۔ احباب دعا کریں خدا تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

○ مکرم لیفٹیننٹ کرنل محی الدین اکبر صاحب ابن مکرم مولوی بشیر الدین بھاگلپوری صاحب 23۔ جنوری 1997ء بوجہ ہارٹ اٹیک کینیڈا میں وفات پا گئے۔ ٹورنٹو میں جنازہ پڑھا گیا اور ان کا جسد خاکی ٹورانٹو ہی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

اعلان

○ ترکی میں مختلف مضامین میں انڈر گریجویٹ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انٹرمیڈیٹ ہونا ضروری ہے۔ داخلہ براہ راست یونیورسٹی کو لکھ کر حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ پہلے ایک BASIC SKILLS ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوتا ہے۔ یہ ٹیسٹ پاکستان میں اسلام آباد میں ہوتا ہے۔ امسال یہ امتحان 22۔ جون 97ء کو ہوگا۔ اس کے لئے پہلے داخلہ فارم و دیگر معلومات اس پتہ پر لکھ کر منگوائی جا سکتی ہیں۔

ORENCI Secme
Ve Yerlestirme merkezi
Osym-yos 06538
Ankara Turkey

یہ درخواست فارم مکمل شکل میں 16۔ مئی 97ء تک ترکی پہنچ جانے چاہئے تاکہ بروقت ایڈمٹ کارڈ پہنچ سکیں۔ درخواست جمع کرواتے وقت ٹیسٹ فیس جو 100 ڈالر بنتی ہے بھی جمع کروانے ہوں گے۔

(نظارت تعلیم)

پتہ درکار ہے

○ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ وصیت 17105 زوجہ مکرم علی احمد صاحب سابق اکاؤنٹنٹ فضل عمر ریسرچ انسٹیٹوٹ ربوہ نے 1963ء میں حسن پور ضلع خانیوال حال دارالرحمت وسطی سے وصیت کروائی تھی۔ اس کے بعد موصیہ کا دفتر ہذا سے کوئی رابطہ نہیں۔ اگر موصیہ خود پڑھیں یا ان کے عزیز و اقارب پڑھیں تو مکمل ایڈریس کے ساتھ دفتر ہذا کو مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

عطیہ تبسم بنت انور احمد مبشر
مرل ضلع سیالکوٹ

نوید النصر ابن خلیل احمد
مرل ضلع سیالکوٹ

رضوان احمد ابن رفیق احمد راجہ قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

خالد محمود ابن انیس احمد گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

انیس احمد ابن وسیم احمد
مرل ضلع سیالکوٹ

نجیب احمد عمیر ابن چوہدری منور علی خاں کراچی

عزیز احمد ابن ملک منیر احمد ربوہ

عمر وقاص احمد ابن مبارک احمد قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

منیب احمد ابن محمد لطیف قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

بقیہ صفحہ 1

خاکسار کے بھانجے عزیزم مظفر احمد ابن مکرم چوہدری مقبول احمد کاہلوں (وفات یافتہ) اپنے بڑے بھائی جاوید احمد مینیجر (کمپیوٹرز) شاہنواز لمیٹڈ اسلام آباد کی سرکردگی میں بارات لے کر آئے۔ تلاوت و نظم کے بعد مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے دولہا دلہن کا تعارف کروایا کہ یہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے نواسے نواسی ہیں اور کہ دلہن حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی پوتی اور دولہا مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں کے چچا زاد بھائی ہیں اس طرح دونوں ہی نہایت مخلص خاندانوں کے چشم و چراغ ہیں آپ نے نہایت درد کے ساتھ پر اثر خطاب کے ذریعہ دعا کی تحریک کی اور بتایا کہ دونوں بھائی حضرت صوفی صاحب اور حضرت ڈاکٹر صاحب نہایت دعاگو بزرگ تھے۔ انکی دعاؤں سے جہاں بہتوں نے فیض پایا میری اپنی زندگی جو بطور مربی اور ناظر خدمت دین میں گزری اور گزر رہی ہے۔ اس میں ان دونوں بزرگوں کی دعاؤں کا بہت حصہ ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی نسلوں کو ان کی نیکیاں قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ سب دین کے خادم ہوں اور یہ نیا رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو حاضرین نے دل کی گہرائیوں سے مولانا کی اقتداء میں دعا کی۔

اگلے روز 17 فروری 97ء کو احاطہ دفاتر تحریک جدید میں ہی مظفر احمد صاحب کی دعوت ولیمہ کا اہتمام ہوا۔ بعد طعام مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کروائی۔ ہر دو تقاریب میں امریکہ سے دلہن کے بھائی ڈاکٹر غلام مقتدا صاحب اور دلہن کی دادی محترمہ نور بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مصطفیٰ صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ احباب سے چچی جان محترمہ کی صحت اور درازی عمر کے لئے بھی درخواست دعا عرض ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 7 - مارچ-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 15 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 25 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ حکومت نگران دور کا احتساب آرڈی ننس منظور کرے۔ عوام احتساب کے معاملہ پر حساس ہیں حکومت اس کو ختم نہیں کر سکتی۔ اس کا جاری رہنا یقینی بنائیں۔ کرپشن آج بھی جاری ہے۔ اختیارات غلط استعمال ہوتے ہیں۔ صدر نے کہا کہ اس آرڈی ننس کے علاوہ 50 آرڈی ننسوں کو مستقل قانون کی شکل دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ ناکام ہو تو عدلیہ احتساب کو یقینی بنائے۔ اسلام آباد میں جیورسٹس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سیاسی رہنماؤں کو صرف زبانی الزامات پر پھانسی نہیں دی جا سکتی۔ بار ایسوسی ایشن قانون سازی میں پارلیمنٹ کی مدد کرے۔ بیوروکریسی اچھے مشورے نہیں دے سکتی۔ عدلیہ عوام کے موڈ کے مطابق بہتری کے لئے آئین کی تشریح کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسمبلی توڑنے کے اختیارات سے نفرت کرتا تھا۔ اس کے خلاف جدوجہد بھی کی۔ میں خدا اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوں۔

○ مرتضٰی قتل کیس میں بھی سابق وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ پولیس انہیں اور کھوکھرا پار کراچی کے انسپکٹر ذیشان کاظمی کو مفرور قرار دے چکی ہے۔ اس کیس میں سابق وزیر داخلہ نصیراللہ بابر اور سابق ایس ایس پی سی آئی اے رمضان چنا بھی نامزد ہیں لیکن ڈسٹرکٹ جج نے ناکافی شہادت کی بناء پر ان کے وارنٹ گرفتاری جاری نہیں کئے۔

○ گورنر پنجاب خواجہ احمد طارق رحیم نے کہا ہے کہ میں بدستور گورنر ہوں۔ نئے گورنر کی تقرری کا ابھی کوئی نوٹیفیکیشن نہیں ہوا۔ اس خبر کی اشاعت پر کہ آپ کے ملٹری سیکرٹری نے بدھ کی رات ایئرپورٹ پر نئے گورنر کا استقبال کیا ہے خواجہ طارق رحیم نے ملٹری سیکرٹری سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں وہاں اپنی فیملی کو لینے گیا تھا۔

○ اخبارات یہ قیاس آرائی کر رہے ہیں کہ سابق نگران وزیر دفاع شاہد حامد چند روز میں بطور گورنر پنجاب حلف اٹھالیں گے۔ میاں اظہر (جن کو مسلم لیگ گورنر بنانا چاہتی ہے) وفاقی کابینہ میں شامل ہو جائیں گے۔

○ پاکستان پیپلزپارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اگر مسلم لیگ اور ایم کیو ایم اتحاد ناکام بھی ہو گیا تو سندھ میں حکومت نہیں بنائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جب لوگ افطاری اور تراویح کے درمیان بیلٹ بکس بدلیں تو ملک میں زلزلے ہی آیا کرتے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ صدر فوراً مستعفی ہو جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ میری تمام توجہ پارٹی کی تنظیم نو پر ہے۔

وزیر اعظم اور ایوان صدر سے کوئی ڈیل نہیں ہوئی۔ صدر سے ملاقات ملک و قوم کے مفاد میں نہیں ہے۔ ایک بھائی قتل کیا گیا۔ اور سیاسی بھائی بھی چھوڑ گیا۔

○ بلوچستان کے لیڈر اکبر بگٹی نے الزام لگایا ہے کہ گورنر بلوچستان نے اتحاد کی حکومت کو چند ماہ میں گرانے کی دھمکی دے دی ہے بے نظیر دور میں ہمارے مخالفین میں تین کروڑ تقسیم کئے گئے۔ جس کا ثبوت ہم دے چکے ہیں۔

○ ایک خبر کے مطابق یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ آزاد کشمیر میں پیپلزپارٹی کی حکومت ختم کر دی جائے گی۔ اور آزاد کشمیر اسمبلی توڑ کر نئے انتخابات کرائے جائیں گے جن میں مسلم کانفرنس کو دو تہائی اکثریت حاصل ہو گی۔ یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم نے اس کارروائی کی یقین دہانی کرا دی ہے تاہم اس پر عمل کچھ عرصہ کے بعد ہو گا۔

○ وزارت داخلہ نے نواز شریف کے خلاف تمام مقدمات فوری طور پر نمٹانے کی ہدایت کر دی ہے۔ وزیر اعظم کے خلاف اغوا اور فائرنگ سمیت لاہور، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں چار مقدمے درج ہیں۔

○ بی بی سی کا کہنا ہے کہ پنجاب میں گورنر کی تبدیلی کا معاملہ زیر بحث ہے خیال ہے کہ صدر لغاری کے قریبی ساتھی اور سابق نگران کابینہ کے رکن شاہد حامد کو گورنر بنایا جائے گا۔ اگر نواز شریف صدر کے دباؤ کا سامنا نہ کر سکے تو مسلم لیگ میں دھڑے بندی بڑھ جائے گی۔

○ ممتاز قانون دان خالد انور کو وزیر اعظم کا مشیر برائے قانون انصاف، پارلیمانی امور اور انسانی حقوق مقرر کر دیا گیا ہے ان کا عہدہ وفاقی وزیر کے برابر ہو گا۔

مہنگائی کے دور میں
احمدی بھائیوں کیلئے خوشخبری
اب
نیو محمود ٹیلیویژن کمپنی
نئی انتظامیہ کے ساتھ
• احمدیہ ٹیلیویژن فری سیٹ کروائیں
• صرف 50 روپے ونڈٹ چارجز ادا کریں اور 100٪ رزلٹ حاصل کریں
• 8 فٹ کی سپیشل ڈش برائے احمدیہ ٹیلیویژن پر 15 فٹ کی ڈش کا رزلٹ حاصل کریں۔
21 - ہال روڈ - لاہور
7235175 - 7125089 - 7226508
7355422